Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 01,
Oct – Dec 2021

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

علم وہنر کے ذریعہ خواتین کی محکومیت سے آزادی اور معاشی استحکام کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

A Review Study of Women Emancipation and Economic Stability From Islamic Perspective

Dr. Maryam Noreen *
Lecturer: Department of Islamic Studies, Women University Mardan.
Dr. Hafiz Muhammad Khan **
Associate Professor Department of Islamic Studies, Mohi-ud-din Islamic University Nerian Sharif AJK

Version of Record
Received: 18-11-21 **Accepted**: 09-12-21
Online/Print: 28-Dec-2021

ABSTRACT

The World History is full of such events wherein women have been described to lead miserable life as dependents or even like slaves in past especially before the dawn of Islam. The reason for this deprivation was the social oppression and lack of encouragement for them to participate in the activities related to nation building. Just having ushered the Islamic Era, the circumstances totally changed and the women folk, in the first instance was brought out of the of the quagmire of the century's old traditions and at the same time was appreciated to take part in fields of life side by side with the men of their society. The Islamic Teachings in general and the sayings of the Prophet Muhammad (ﷺ) have always been very much supportive for the Muslim Women to adopt any profession or trade for earning their livelihood besides accomplishing several their social duties. Islam gave them freedom of expression, enhancement in knowledge, skill, and professional expertise. Not to speak of the later eras only, even in the very beginning of the Islamic Caliphate, quite learned and professionally advanced women were very much there in the society. In this article some activities of some famous women of early ages of

CC BY

………

Islam have been discussed which would become a source of encouragement for the new generation to rise to the situation to accomplish their emancipation in true sense in Islamic Perspectives. Also, it would provide some more materials for critical study in this regard in future for our coming generation.

***Key words**: Dependency of Women, freedom, activities, skills, ancient time, enhancement in knowledge.*

تمہید

مرد وزن ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں یعنی ایک دوسرے سے اس طرح جڑے ہوئے ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کے نہ ہونے سے بھی کائنات پر نسلِ انسانی کا استحکام ونشو نما ممکن نہیں۔ابتدائی دور (پتھر کے زمانے) سے لے کر ہر معاشرے کے قیام وتشکیل اور عروج وزوال (اتار چڑھاؤ) کے ارتقائی مراحل میں مرد کے ساتھ خواتین نے بھی اپنی شعوری حیثیت سے اہم کردار ادا کیا۔خواتین گھریلو ذمہ داریوں سے لیکر ملکی نظم ونسق، علمی میدان، پارلیمنٹ، دفاعی وعسکری میدان کے علاوہ معاشی سر گرمیوں میں مرِدوں کے پیش پیش رہیں۔اس لحاظ سے عورت معاشرے کا ایک ایسا ناگزیر عنصر ہے جس کی صلاحیتوں، عملی کردار اور ان کے مقام وحیثیت کو یکسر نظرانداز کرنا ممکن نہیں۔

تاہم علم التاریخ گواہ ہے کہ خواتین کی اس اہمیت کے باوجود بھی وہ ابتداہی سے مرد کے ظلم وتعدی کا نشانہ بنی رہی۔ عورت کو محکوم، کمتر اور گناہ کا سرچشمہ تصور کیا جاتا تھا۔ قانونی حقوق سے محرومی کے ساتھ ساتھ بعض مذاہب میں اس کے لیے مذہبی امور تک میں شامل ہونا ممنوع تھا۔خواتین کے لیے میراث میں کوئی حصّہ نہیں تھا۔نہ ہی ان کو اپنی مرضی سے شادی کرنے کا اختیار حاصل تھا۔جسمانی قوت وطاقت کے باعث مرد خواتین پر غالب تھا۔مرد کو کھلا معاشرہ ملا جس میں وہ جو چاہتا کرتا اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں لگائی جاتی تھی، جبکہ عورت کو گھر کی چاردیواری تک محدود کر کے ان پر طرح طرح کی پابندیاں لگائی گئیں جس کے منفی اثرات (محکومیت، کمزوری، خوداعتمادی کے فقدان اور بزدلی) نے ان کی شخصیت کو متاثر کیا۔

مختصراً عورت کی حیثیت، مقام ومرتبہ کو دنیائے کائنات پر بسنے والے مختلف چاہے دور جاہلیت کے عرب، الہامی مذاہب (عیسائیت ویہودیت) یا پھر غیر الہامی مذاہب جیسے ہندومت، بدھ مت، جین مت وغیرہ کی تاریخ کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہی حقیقت اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ ان مذاہب میں عورت نہ تو صاحب حیثیت تھی نہ ہی صاحب جائیداد، آزاد اور خود مختار تھی۔عورت کی کوئی قدر و قیمت، عزت وعصمت نہ تھی۔عورت کی حیثیت ایک کنیز اور لونڈی سے بڑھ کر نہ تھی۔ان کے کوئی حقوق نہیں تھے۔گھروں کی چاردیواریوں میں قید کر دیا گیا تھا۔میکے میں والد اور بھائی کے ماتحت زندگی گزارنی پڑتی جبکہ شادی کے بعد شوہر اور بیٹوں کی محکومیت میں چلی جاتی تھی۔یہاں تک کہ اپنی مرضی سے سانس تک نہیں لے سکتی تھی۔یہودی مذہب میں عورت کو ناپاک اور گناہ کا سبب سمجھا جاتا ہے۔اور

بائبل کی تعلیمات کے مطابق مرد چونکہ عورت کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا تھا اس وجہ سے عورت ہمیشہ مرد کی محکوم رہے گی۔جب کہ عیسائی مذہب میں عورت کو شیطان کا آلہ سمجھا جاتا ہے۔

دینِ اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ:

صنف نازک چونکہ انسانی تمدن کا مرکز و محور اور باغِ انسانیت کی زینت و حسن ہے،اس لیے دین اسلام نے اسے باوقار طریقے سے وہ تمام معاشرتی حقوق عطا کیے جس کی خواتین حقدار و مستحق تھی۔دینِ اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ قرار دیا،دیگر اقوام و تہذیبوں کے برعکس اسے اپنا ذاتی مال و ملکیت رکھنے کا حق دیا،شوہر سے نہ بننے کی صورت میں حقِ خلع دیا۔نکاحِ ثانی کرنے کی اجازت دی،وراثت میں اس کو اس کا حصّہ دلایا۔اسے معاشرے کی قابل احترام ہستی قرار دیا اور اس کے تمام جائز قانونی،معاشی و معاشرتی حقوق کی نشاندہی کی[1]۔ بقول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہ:"ہم زمانہ جاہلیت میں خواتین کو کوئی شئے نہیں سمجھتے تھے۔(یعنی معاشرے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔)

تاہم جب دینِ اسلام کی کرنیں منور ہوئیں تو قرآن و حدیث میں خواتین کا خصوصی ذکر ہوا جس سے یہ احساس اُبھرنے لگا کہ جس طرح اس دنیا میں مرد کی حیثیت و اہمیت ہے بالکل اسی طرح خواتین بھی معاشرے کا اہم ترین رکن ہے جو انسانیت کا حسن ہے۔جس طرح دینِ اسلام میں مردوں کے لیے تعلیم و ہنر اور زبان وغیرہ کا سیکھنا اہم ہے اسی طرح خواتین بھی برابر کی مستحق ہیں۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ:"علم کی طلب و تحصیل ہر مسلمان پر فرض ہے۔"[2]

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: **أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ وَمَعَهُ بِلاَلٌ فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ ... يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ**[3]."رسول اللہ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے،پس آپ ﷺ کو گمان ہوا کہ عورتوں نے خطبہ اچھی طرح نہیں سنا،پھر آپ ﷺ نے انہیں الگ نصیحت فرمائی اور صدقے کا حکم دیا۔(وعظ سنتے ہی) کوئی عورت بالی اور (کوئی عورت) انگوٹھی ڈالنے لگی اور بلال رضی اللہ عنہ کپڑے کے پلو میں رکھتے گیے۔"

مذکورہ تفصیل سے یہ واضح ہوا کہ مسلمانوں کی زندگی کا دار و مدار تعلیم اور دین سے واقفیت پر ہے اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس حق کے حصول سے کسی (مرد و عورت) کو بھی مستثنیٰ قرار نہیں دیا اور خواتین کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ جیسے **أُمِّ صُبَيَّةَ** سے مروی ہے کہ: **خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ الْجُهَنِيَّةِ قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ خِطْبَةَ رَسُولِ اللَّهِ يَوْمَ الجمعة**[4]"**خولة بنت قيس الجهنية** کہتی ہے کہ میں جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ کا خطبہ سنتی تھی۔"

ان توجیہات کا نتیجہ تھا کہ دورِ نبوی ﷺ میں خواتین حصولِ علم کے میدان میں مردوں کے برابر چلتی نظر آتی ہیں۔ صحابیات کے علم کا بڑا ذریعہ ازواجِ مطہرات تھیں۔صحابیات قابلِ وضاحت دینی توجیہات و مسائل کے لیے ازواجِ مطہرات کی طرف رجوع کرتی تھیں۔بقولِ ابن قیم تقریباً بائیس صحابیات علومِ فقہ و فتویٰ میں مشہور و معروف تھیں۔

………

جن میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو فضیلت حاصل ہے۔اور اسی مناسبت سے ان کو ''فقیہۂ امت'' کا لقب ملا۔عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ :**كانت عائشة أفْقَهَ النَّاسِ، وأعلم الناس، وأحسن الناس رأيًا في العامة**[5] .اسی طرح ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا عقل وفہم میں ممتاز تھیں، محمود بن لبید سے مروی ہے کہ :''نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات احادیثِ نبوی ﷺ کی مخزن تھیں،تاہم (حضرت) عائشہ اور(حضرت) اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہما کی کوئی ثانی نہ تھی۔''[6] زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کے علم وفضل سے متعلق ابن سعد یوں لکھتے ہیں کہ :**وكانت من أفقه نساء أهل زمانها**[7] ''وہ اپنے ہم عصر میں فقیہ عورت تھیں۔'' حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ابن حجر عسقلانی کے مطابق :''ام الدرداء بڑی عاقلہ،فاضلہ اور صاحب الرائے تھیں۔''[8]

ان کے علاوہ علم وفضل میں ام عطیہ انصاری،ام الدرداء صغریٰ،اخت المزنی صاحب الشافعی،فاطمہ بنت عباس البغدادیہ،زلیخا بن اسماعیل یوسف الشافعی وغیرہ کے نام نمایاں ہیں۔تاہم تاریخی حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ دورِ صحابہ وتابعین کے بعد کے ادوار میں بھی مسلمان خواتین عالم،فاضل وشاعر،خطیب،سیاست دان،حکمران اور ہر فن میں باکمال رہیں۔ابن حجر عسقلانی کی حالاتِ زندگی کے ضمن میں امام سخاوی نے لکھا ہے کہ ان کے اساتذہ میں کئی خواتین بھی شامل ہیں جن میں فاطمہ بنتِ عبدالہادی،عائشہ بنت عبدالہادی اور عائشہ کی شاگردہ عمرۃ بنت عبدالرحمٰن نمایاں ہیں۔امام شافعی جیسے مذہبی آدمی نے اپنی تعلیم ایک خاتون نفیسہؒ سے اور جلال الدین سیوطیؒ نے بھی ایک خاتون آسیہ بیگم سے کتب پڑھی۔اور اسی طرح محی الدین عزنیؒ نے آمنہ بیگم کے سامنے زانوئے تلمذ کیا تھا[9]۔

موجودہ دور میں خواتین زندگی کے ہر شعبے اور میدان میں مصروف عمل نظر آتی ہیں۔تجارت، تعلیم، تحقیق اور طب کے میدان میں ان کی بھرپور صلاحیتوں کا اعتراف تو ایک عرصہ سے کیا جارہا تھا مگر اب تو فوج، سیاست، کھیل وثقافت،معاشیات،انجنیرنگ وخلابازی میں بھی ان کی موجودگی اور مقام کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔معاشی میدان میں بھی عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑی نظر آتی ہے۔تعلیم میں ان کا تناسب پہلے سے زیادہ ہے۔عہد حاضر کی عورت باشعور بیوی، مشفق ماں اور مستعد کارکن کا لطیف امتزاج ہے۔اس نے زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں کامیابی حاصل کرکے اپنی عظمت کا لوہا منوایا ہے۔

آج کی تعلیم یافتہ عورت اپنے مزاج اور افتاد طبع اور صلاحیت کے مطابق اپنے دائرہ عمل کو گھر کے علاوہ مزید وسیع کرنا چاہتی ہے۔اس کے پیش نظر بہت سی وجوہات ہوتی ہیں۔بعض خواتین ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی ذہنی، فکری اور روحانی صلاحیتوں کی تسکین اور جذب ہونے کے لئے گھر کی چاردیواری کافی نہیں ہوتی۔یہ خواتین غیر معمولی ذہانت اور خداداد صلاحیتوں کی مالک ہوتی ہیں جن کو بروئے کار لاکر وہ اپنے ملک وقوم کے تعمیری کاموں اور منصوبوں میں شریک ہونا چاہتی ہیں۔ان کا نصب العین اور مقصد حیات بہت بلند ہوتا ہے۔وہ قومی جذبہ سے سرشار مختلف قومی اور ملکی شعبوں میں سرگرم عمل رہتی ہیں۔ان خواتین کے دل میں قوم وملت کا جذبہ کوئی غیر فطری اور غیر اسلامی نہیں ہے۔ظاہر ہے ایسی خواتین اتنی ہی محترم اور باوقار ہوتی ہیں جیسے اندرون خانہ خواتین۔بلکہ جو خواتین علم وہنر

حاصل کر کے اپنی خداداد صلاحیتوں کو معاشرے کی تعمیر و ترقی کے لئے بروئے کار لاتی ہیں وہ زیادہ قابل ستائیش ہوتی ہیں۔ وہ نہ صرف اپنے صنف کی تربیت میں پیش پیش ہوتی ہیں بلکہ مردوں کی راہنمائی اور مثبت انداز فکر میں بھی اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔

بعض خواتین غربت اور تنگ دستی کی بناء پر بیرون خانہ ملازمت کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے انہیں اپنے خاندان والوں سے تعاون کرنا ہوتا ہے گھر سے باہر کام کرنے کے متعدد وجوہ ہوتی ہیں مثلاً بعض اوقات واقعتاً عورت کا کوئی کفیل، سرپرست یا ولی نہیں ہوتا۔ بیوہ اپنے یتیم بچے کیسے پالے؟ گھر کے اخراجات اور ضروریات کیسے پوری کرے؟ نوجوان لڑکیوں کو اپنی شادی کے اخراجات کے لئے ملازمت اختیار کرنی پڑتی ہے تاکہ وہ ماں باپ پر بوجھ نہ بنیں۔ یا مرد کی آمدن اتنی محدود ہے جن سے بنیادی گھریلو ضروریات بمشکل پوری ہوں۔ ایسے میں عورت ملازمت اختیار کر کے مرد کا ہاتھ بٹانا چاہتی ہے۔ آج عورت مختلف دفاتر، فیکٹریوں، بوتیکس، سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں اور دیگر کاروباری مراکز پر کام کرتی ہیں۔ دوسروں کے گھروں میں صفائی کرتی ہیں،، برتن مانجھتی ہیں، استری کرتی ہیں۔۔ ایسی مخلص، محنتی اور جفاکش خواتین کی ان گنت مثالیں اسلامی تاریخ کے ہر دور میں موجود رہی ہے۔

علاوہ ازیں دینِ اسلام نے مرد کی جسمانی قوت وطاقت کی وجہ خاندان کی معاشی کفالت مرد پر رکھی جب کہ گھر کی اندرونی ذمہ داریاں عورت پر رکھی۔ تاہم اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ دینِ اسلام خواتین پر کسبِ معاش کے دروازے بند کرتا ہے۔ بلکہ قرآن وسنت کی رو سے خواتین کو بھی معاشی جدوجہد کی اجازت دی گئی ہے، اور باقی حقوق کی طرح معاشی تگ ودو میں بھی ان کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی کہ: وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ[10] "اور بنائے اس (اللہ تعالی) نے زمین کے اوپر پہاڑ اور برکت رکھی، اس (زمین) میں اور مقرر کیے اس میں سامان معیشت کو چار دن میں، جو طلب گاروں کے لیے برابر (یکساں) ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے کہ:

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ[11]

"اور تحقیق ہم ہی نے زمین میں تمہارا ٹھکانا بنایا اور ہم ہی نے تمہارے لیے اس (زمین) میں سامانِ معیشت پیدا کیے۔"

مذکورہ بالا آیات سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ دینِ اسلام میں وسائلِ رزق صرف مردوں تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ دینِ اسلام زندگی کی باقی شعبوں کی طرح معاشی دائرہ کار میں بھی مرد وزن کو یکساں مواقع فراہم کرتا ہے؛ کہ ہر ایک اپنی استعداد کے مطابق اپنے لئے اپنے حصّے کا رزق تلاش کرے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا[12]۔ "اور نہ تم بھولو دنیا میں اپنے حصّہ کو۔"

تاریخ کے دریچوں میں ایسے شواہد وواقعات ملتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ اور مابعد کے ادوار میں خواتین کو نہ صرف معاشی جدوجہد کا حق حاصل تھا بلکہ ان کو پورے مواقع فراہم کیے جاتے تھے۔ خواتین مختلف معاشی سرگرمیوں اور

....

کاروبار میں حصّہ لیا کرتی۔ جس سے وہ اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات کو پورا کرتی تھی۔ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی اپنی تصنیف میں اس کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ :

''روایات کے مطابق عرب کے جاہلی معاشرے میں عورتوں کو کسبِ معاش کے چاروں ذرائع تجارت، زراعت، دستکاری اور مزدوری واجرت اختیار کرنے کی آزادی حاصل تھی اور وہ حقیقت میں ان کے ذریعہ مال ودولت کماتی تھیں۔ صرف پیٹ بھرنے کی حد تک نہیں اور نہ صرف تن ڈھانکنے اور سر چھپانے کی حد تک بلکہ باقاعدہ دولتمندی کے حصول کے لیے بھی۔ یہ حق وآزادی اور واقعہ تاریخی عہدِ نبوی کے مکی اور مدنی دور میں بھی استوار رہا اور خواتین ان چاروں ذرائع سے آمدنی حاصل کرتی اور دولت جمع کرتی رہیں۔''[13]

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

«عَمَلُ الْأَبْرَارِ مِنَ الرِّجَالِ الْخِيَاطَةُ، وَعَمَلُ الْأَبْرَارِ مِنَ النِّسَاءِ الْمِغْزَلُ»[14]

''نیک آدمی کے لیے بہترین عمل (مشغلہ) تیراکی ہے اور نیک عورت کے لیے اچھا عمل (مشغلہ) کاتنا (سلائی کڑھائی) ہے۔''

علاوہ ازیں کائنات پر ہنر ودستکاری کی ابتدا حضرت آدم وحوّا علیہم السلام نے کی تھی۔ تاریخِ طبری کے مطابق انھوں نے ایک دنبہ لیا جس کی اون کو حوّا علیہا السلام نے کاتا اور دونوں نے مل کر اس سے لباس بنایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے لیے ایک جبہ تیار کیا اور حضرت حوّا نے اپنے لیے ایک دوپٹہ اور چادر تیار کی۔[15] اسی طرح دورِ نبوی ﷺ میں بعض صحابیات ہاتھوں سے چیزیں بنا کر کماتی تھیں (یعنی دستکاری کا کام کرتی تھیں) جیسے:

زینب بنت جحش

وَكَانَتْ زَيْنَب بِنْتُ جَحْشٍ امْرَأَةً صَنَاعَ الْيَدِ فَكَانَتْ تَدْبَغُ وَتُخَرِّزُ وَتَتَصَدَّقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ[16] ''زینب بنت جحش (ام المؤمنین) رضی اللہ عنہا ایک دستکار خاتون تھیں۔ طرح طرح کی چیزیں (اپنے ہاتھوں سے) تیار کرکے ان کو فروخت کر دیتیں۔ اور جو آمدنی حاصل ہوتی اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتیں۔''

زینب بنت عبداللہ الثقفی

زینب بنت عبداللہ الثقفی (زوجہ عبداللہ بن مسعود) ایک دستکار خاتون تھیں۔ جو چیزیں بنا کر فروخت کرتی اور اپنے زیر کفالت بچوں اور شوہر پر خرچ کرتی تھیں[17]۔

اہل عرب میں تجارت پیشہ بہت اہمیت کا حامل تھا۔ دور جاہلیت اور دور نبوی ﷺ میں مرد وخواتین اس پیشہ سے منسلک تھے۔ جو مختلف سطحوں پر مختلف چیزوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ ذیل میں ایسی چند خواتین کا ذکر کیا جا رہا ہے جو اس پیشہ سے منسلک تھیں۔

حضرت خدیجہ بنت خویلد

تجارت پیشہ خواتین میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام سر فہرست ہے۔آپ کا شمار مکہ کے دولت مند لوگوں میں ہوتا تھا۔ان کا مال تجارت بین الاقوامی مراکز شام اور یمن کے علاوہ عرب کے مختلف میلوں میں بھی ہوتی تھی۔آپ رضی اللہ عنہا لوگوں کو اجرت و شراکت پر مال دیا کرتی تھی۔ان سے متعلق ابن الاثیر لکھتے ہیں کہ :كانت خديجة امرأة تاجرة ذات شرف ومال، تستأجر الرجال في مالها تضاربهم[18]۔"خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک تاجرہ، شریف (معزز) اور مالدار خاتون تھیں، تجارت (خرید و فروخت) کرتی تھیں (مختلف) لوگوں (تاجروں) سے مضاربت و اجرت کی بنیاد پر"۔

قیلۃ الانماریۃ

حضرت قیلہ انماریہ رضی اللہ عنہا ایک تاجرہ خاتون تھی۔اسد الغابۃ میں مذکور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے خرید و فروخت کے اصول دریافت کرتے ہوئے کہتی ہے :يا رسول الله، إني امرأة أشتري وأبيع، فربما أردت أن أبيع السلع فأستام بها أكثر ما أريد أن أبيعها، ثم أنقص حتى أبيعها بالذي أريد.وإذا أردت أن أشتري السلعة أعطيت بها أقل ما أريد أن آخذها به، حتى آخذها بالذي أريد، فقال النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لا تفعلي قيلة[19]۔"یا رسول اللہ ﷺ میں ایک خرید و فروخت کرنے والی تاجر خاتون ہوں، جب میں کسی چیز کے بیچنے کا ارادہ کرتی ہوں تو جس قیمت پر میں بیچنا چاہتی ہوں اس سے زیادہ دام (قیمت) بتاتی ہوں اور بھاؤ تاؤ کے بعد اپنے مطلوبہ قیمت پر بیچ دیتی ہوں۔اسی طرح جب میں (کچھ) سامان خریدنا چاہتی ہوں تو جس قیمت پر میرا خریدنے کا ارادہ ہوتا ہے اس سے کم قیمت لگاتی ہوں اور جب وہ مشتری (بیچنے والا) مطوبہ قیمت لگاتا ہے تو میں خرید لیتی ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا! قیلہ ایسا نہ کرو۔

اسی طرح بعض صحابیات اجرت پر بھی کام کیا کرتی تھیں جیسے :

بسرۃ بنت غزوان

دور نبوی ﷺ میں اجرت پر کام کرتی تھی۔اسی طرح حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ بھی اجرت دیا کرتے تھے اور پھر ان سے شادی کرلی۔ [20]اسی طرح جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ کو طلاق ہوگئی تھی دوران عدت وہ کھجور کے کھیت میں کام کرتی تھی۔عدت کے دوران ان کے کام کرنے کو لوگوں نے برا کہا تو نبی کریم ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا!

«بَلَى فَجُدِّي نَخْلَكِ، فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي، أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا»[21]

"آپ باہر جا کر کھیتوں میں کام کاج کیا کریں اور کھجور کے درخت کاٹا کریں تاکہ اس آمدنی سے صدقہ کریں یا بھلائی کا کوئی اور کام کر سکیں۔"

بعض خواتین دستکاری اور کاشتکاری کے علاوہ عطر فروشی کا کاروبار کیا کرتی تھیں۔تاریخ ایسی خواتین کی نشاندہی کرتا ہے۔جیسے :

……..

اسمابنت مخربۃ

اسمابنت مخربہ جو ابوجہل مخزومی کی والدہ تھی دورِ جاہلیت اور دورِ نبوی ﷺ میں عطر بیچنے کا کام کرتی تھی۔ابن سعد لکھتے ہیں کہ :فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. وَكَانَ ابْنُهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ يَبْعَثُ إِلَيْهَا بِعِطْرٍ مِنَ الْيَمَنِ وَكَانَتْ تَبِيعُهُ إِلَى الأَعْطِيَةِ[22].'' عمر بن خطاب کے دور میں ان (اسماءبنت مخربہ) کا بیٹا عبداللہ بن ربیعہ یمن سے ان کو عطر بھجوایا کرتے تھے جسے وہ فروخت کرتی تھیں۔''

الحولاءالعطارۃ

حضرت حولاء رضی اللہ عنہا بھی ایک مشہور عطر فروش تھی۔اور اسی مناسبت سے ان کو ''العطارۃ'' کا لقب ملا تھا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ ایک دن حضرت حولاء اپنے شوہر کی شکایت لے کر آتی ہے۔جب نبی کریم ﷺ گھر میں داخل ہوتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ :" إني لأجد ريح الحولاء، فهل أتتكم؟ هل ابتعتم منها شيئا؟ " قالت عائشة: لا، والله يا رسول الله، ولكن جاءت تشكو زوجها[23]'' مجھے حولاء کی خوشبو آرہی ہے، کیا وہ تمہارے پاس آئی ہے؟ کیا آپ نے ان سے کچھ خریداری کیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا! نہیں،اللہ کی قسم یارسول اللہ ﷺ اور وہ (حضرت حولاء) اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئی ہے۔''

علاوہ ازیں تاریخ میں ایسی بے شمار خواتین کا تذکرہ ملتا ہے کہ جنہوں نے ضرورت کی بنا پر مختلف شعبہ ہائے جات میں اپنی خدمات سرانجام دی۔اور مردوں کے شانہ بشانہ کام کیا۔چاہے وہ کسب معاشکے شعبہ جات ہو، طب کا میدان ہو، سیاست کا میدان ہو یا پھر جنگ کا میدان ہو۔جہاں جہاں خواتین اپنی خدمات پیش کر سکتی تھیں وہاں خواتین نے نمایاں کردار ادا کیا۔

شعبہ طب میں خواتین کا کردار

دورنبوی ﷺ میں ایک اہم شعبہ جہاد اور زخمی مجاہدین کی تیمارداری اور ان کی دوا کا تھا۔اس میں بھی خواتین اسلام پیش پیش نظر آتی ہیں۔تمام غزواتِ نبوی ﷺ میں جو خواتین شریک ہوئیں انھوں نے بلااستثنا مجاہدین کی خدمت اور زخمیوں کے علاج ومعالجہ کو مقصدِ شرکت بنایا تھا۔ان خواتین میں سب سے اہم نام طبیب وجراح حضرت رفیدہ انصاریہ کا ہے۔ان کی عظمتِ شان اور مہارتِ فن کا ثبوت یہ ہے کہ ان کا خیمہ مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں لگوایا دیا تھا۔آپ مسلمان زخمیوں کا علاج کرتی اور ان کی خدمت کو باعث ثواب سمجھتی۔[24]

تاریخ میں بطور جراح وطبیب میں حضرت ام سنان اسلمی رضی اللہ عنہا کا نام خاص اہمیت کا حامل ہے۔ان کے پاس خاندان کی ایک خاص دوا تھی جس سے وہ زخمیوں اور بیماریوں کا علاج کرتی تھیں اور وہ ٹھیک ہو جاتے تھے[25]۔ان کے علاوہ کعیبہ بنت سعد بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں شریک ہوئی تھیں۔وہ باقاعدہ طبیب وجرّاح تھیں۔الطبقات الکبریٰ میں ان کے بارے میں مذکور ہے کہ :كانت تكون في المسجد لها خيمة تداوي المرضى والجرحى[26].

سیاست کے میدان میں خواتین

دور نبوی ﷺ اور مابعد کے ادوار سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ باقی شعبہ جات کے علاوہ سیاست کے میدان میں بھی خواتین نے اپنا کردار بطور ''مشیر، سفیر اور انتظامی عہدوں پر تقرری'' کے ادا کیا۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض دفعہ آپ ﷺ خواتین سے مشورہ کرتے اور وہ ایسا مشورہ یا رائے دیتی جس کو آپ ﷺ قبول فرمالیتے۔ **كان النبيّ يستشير حتى المرأة فتشير عليه بالشيء فيأخذ به**(27).

اس کی واضح مثال صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشورے پر عمل کرنا ہے۔ جب معاہدہ ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا کہ اب حدیبیہ سے واپس مدینہ لوٹنا ہے اس لیے قربانی کے جو جانور اپنے ساتھ لائے ہو وہ یہاں ہی ذبح کر کے سر منڈ والو۔ لیکن کوئی بھی صحابی اس کے لیے تیار نہیں تھا۔ تب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو ان الفاظ میں مشورہ دیا کہ: ''آپ ان کی طرف تشریف لے جائیں اور کسی سے کچھ نہیں کہیں بلکہ ذبح کیجیے اپنی قربانی کا اونٹ اور اپنا سر منڈ والیجیے۔ یارسول ﷺ (یہ دیکھتے ہوئے) سب لوگ آپ کی پیروی میں ایسا ہی کریں گے۔ پس آپ ﷺ ان کی طرف تشریف لے گیے اور ویسا ہی کیا اور لوگوں آپ ﷺ کی موافقت کیں۔''

اسی طرح خلفائے راشدین کے ادوار میں بھی ریاستی معاملات میں خواتین کی شمولیت اور ان کی رائے کا احترام کیا جاتا تھا۔ حضرت شفاء بنت عبداللہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں بازار کے امور کی نگرانی سونپی تھی۔(28) جس کی تصدیق ذیل کے متن سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کو ملکہ روم کے دربار میں بطور سفیر بھیجا تھا۔ ''ام کلثوم بنت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہا کو ملکہ روم کے پاس خوشبو، مشروبات اور عورتوں کے سامان رکھنے والے صندوقچے دے کر بھیجا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے استقبال کے لیے زوجہ ہرقل آئی اور اپنے ساتھ (ملک روم) کی کچھ خواتین کو جمع کیا اور کہا! یہ تحفے عرب کے بادشاہ کی بیوی اور ان کے نبی کی بیٹی لیکر آئی ہیں۔''(29)

دیکھا جائے تو دورِ نبوی ﷺ اور خلفائے راشدین کے ادوار کے بعد بھی تقریباً ہر دور میں مسلمان خواتین نے سیاست کے میدان میں اپنی خدمات کے ذریعہ رہتی دنیا تک کے لیے مثالیں قائم کیں۔ دورِ جدید میں پاکستانی خواتین سیاست سے متعلقہ شعبہ جات یعنی پارلیمنٹ، صحافیت، سفارت کاری، ترجمان، سیکرٹری، اسپیکر کے علاوہ ڈاکٹر، نرس، دائی، انجینئر، درس وتدریس، دفتری امور، وکالت اور سلائی کھڑائی جیسے مختلف شعبوں میں فرائض انجام دے رہی ہیں۔ جن میں فاطمہ علی جناح اور بینظیر بھٹو، رعنا لیاقت علی خان، بیگم ذکیہ شاہنواز کے نام قابل ذکر ہیں۔ تاہم ان کے علاوہ بھی کئی خواتین نے ملک و قوم کی خدمت واصلاح میں بھرپور کردار ادا کیا جن میں ملکہ زبیدہ کے علاوہ بیگم شائستہ اکرام اللہ، بیگم زری سرفراز کے نام سرفہرست ہیں۔

………

خلاصہ بحث:

ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام تر شعبوں میں (ملکی اور غیر ملکی سطحوں پر) ایسے بامقصد و متبادل سرگرمیوں کا آغاز کیا جائے جس میں بالخصوص خواتین کے لیے تعمیری و تخلیقی مواقع فراہم کیے جاسکیں۔ ایسا ماحول فراہم کیا جائے جس میں خواتین اپنی صلاحیتیں بروئے کار لاکر معاشی استحکام حاصل کرکے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات کو پورا کرسکیں۔ سمینارز اور میڈیا کے ذریعے لوگوں میں آگاہی اور شعور پیدا کیا جائے کہ مرد و زن جسمانی قوت وطاقت میں مختلف ضرور ہے لیکن حقوق، مقام و مرتبہ، عزت و احترام اور صلاحیتوں میں ان کے مابین کوئی تفریق نہیں ہے۔

عورت کے لئے کسب معاش بالکل ممنوع نہیں ہے اسلام مثبت طور پر رزق حلال کی جدوجہد کی ترغیب دیتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر اسلام عورت کو ملازمت یا کاروبار کرنے کی اجازت بھی دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ کچھ حدود اور ضابطے ایسے ضرور ہیں جن کی پاسداری ہر مسلمان عورت پر بہر حال لازم ہے۔

1. عورت کی ملازمت سے خانگی ذمہ داریاں یعنی گھر اور بچوں کی دیکھ بھال متاثر نہ ہو نیز بچے ماں کی فطری محبت سے محروم نہ ہو کیونکہ اس کی خانگی ذمہ داریاں اصل اور بنیاد ہے۔
2. کام ایسا ہونا چاہئے جس سے عورت کی عزت و احترام اور مرتبے پر منفی اثرات مرتب نہ ہو۔
3. کام پر جاتے ہوئے عورت حجاب اور سادگی کا اہتمام کریں۔ عموماً ملازمت پیشہ عورت ستر و حجاب کی پابندیوں کے بغیر سج دھج کر گھر سے نکلتی ہے۔
4. اختلاط مرد و زن والے اداروں میں کام کرنے سے حتی الامکان اجتناب کریں۔ ترجیحاً ملازمت کسی نسوانی ادارے میں ہو۔
5. کسب معاش میں اپنے گھر والوں (باپ، شوہر، بھائی) کی مرضی شامل ہو تاکہ خاندانی نظم برقرار رہے۔

ان تمام معاشی اصولوں کی بنیاد پر جو نظریہ کار فرما ہے وہ یہ کہ اسلام کے مطابق عورت اولاد کی پیدائش، پرورش، تربیت اور گھریلو انتظام و انصرام کی ذمہ دار ہے۔ اگر گھر سے باہر کام عورت کے ان بنیادی فریضے سے متصادم نہیں ہو رہا تو شاید یہ وقت کا تقاضا بھی ہو۔ جیسے فی میل اساتذہ اور طب میں فی میل ڈاکٹرز کی ضرورت، گائنی جیسے ضروری شعبوں میں فی میل ڈاکٹرز کی ضرورت و اہمیت اور افرادی قوت سے کوئی بھی معاشرہ بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ البتہ گھر سے باہر کام اسلام میں عورت کا اولین اور بنیادی مسئلہ نہیں کہ اس کے پاس کام ہے یا نہیں ہے؟ عورت کا بنیادی مسئلہ تحفظ اور سلامتی کا احساس ہے اور ظلم و زیادتی سے حفاظت ہے جو ہر ذمہ دار حکومت اور معاشرے کا بنیادی فریضہ ہے کہ وہ معاشی ذمہ داریوں کے انجام دہی میں عورت کے تحفظ و سلامتی کو یقینی بنائے اور ظلم و زیادتی سے اس کی حفاظت کریں۔

حواشی، حوالہ جات

[1] جلالپوری، سید علی عباس، روایاتِ تمدنِ قدیم، خردافروز پوسٹ، ندیم پرنٹرز، جہلم پاکستان ۱۹۹۱ء، ص ۳۹۶۔

Jalalpori, Syed Abbas, Riwayat-e-Tamaddun-e-Qadeem, Khird afroz post, Nadeem Printers, Jhelum Pakistan 1991.

[2] ابن ماجہ، أبو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی (المتوفی ۲۷۳ھ)، سنن ابن ماجہ، تحقیق فؤاد عبدالباقی، داراحیاء الکتب العربیۃ، رقم الحدیث ۲۲۴، ج۱، ص ۱۵۱۔

Ibn-e-Maja, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid Alqazveni(273 Hijri), Sonan Ibn-e-Maja, Tehqiq: Fawad Abdul baqi, Dar Ahya Al-kutub Alarbi, Raqm-ul-Hadith 224.

[3] بخاری، أبو عبداللہ، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ (المتوفی ۲۵۶ھ)، صحیح بخاری، تحقیق محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، ط/۱۴۲۲ھ، باب کتاب بدء الوحی، رقم الحدیث ۹۸، ج۱، ص ۳۵۔

Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad bin Ismail bin Ibrahim bin Mugira (256 Hijri), Sahih Bukhari, Tehqiq: Muhammad Zaheer bin Nasir Al-Nasir, Dar Toq Alnijat, Edition 1, 1422 Hijri.

[4] ابن سعد، أبو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع الھاشمی (المتوفی ۲۳۰ھ)، الطبقات الکبری، تحقیق محمد عبدالقادر عطا، دارالکتب العلمیۃ۔ بیروت، ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰م، رقم الترجمہ ۴۲۵۰، ج۸، ص ۲۲۹۔

Ibn Saad, Abu Abdullah Muhammad bin saad bin muni Alhashmi(230H), Al-Tabqaat Alkubra, Tehqeeq: Muhammad Abdul Qadir ata, Dar Alkutub Alilmia-Beroot, 1141Hijri-1990, Hadith No:4250,Vol:8,P:229.

[5] ابن حجر عسقلانی، أبوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد (المتوفی ۸۵۲ھ)، الإصابۃ في تمییز الصحابۃ، تحقیق عادل أحمد عبدالموجود، ج۸، ص ۲۳۳۔

Ibn-e-Ḥajar Abul Fazl Aḥmad Bin ʿAlī Bin Muḥammad Al-ʿAsqalānī, *Al-Iṣāba Fī Tamīīz-i-Ṣaḥāba*, ed. ʿAadil Aḥmad ʿAbdul Mojood,Vol:8,P233.

[6] ابن سعد، الطبقات الکبری، ج۲، ص ۳۷۵۔

Ibn Saad, Al-Tabaqaat Alkubra, Vol:2,P 375.

[7] ابن الاثیر، أبوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد (المتوفی ۶۳۰ھ)، أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، تحقیق علی محمد معوض، عادل احمد عبدالموجود، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۴م، ج۳، ص ۳۶۰۔

Ibn-ul-Aseer, Abu Al-hasan Ali bin Abi Alkaram Muhammad bin Muhammad(630H), Usd-ul-Gaba fee marfat-i-Sahaba, Tehqeeq: Ali Muhammad Maooz, Adil Ahmad Abd-ul-mojod, Dar Al-kutub Al-ilmia,1415H-1994,Vol:3, P:360.

[8] ابن حجر عسقلانی، الإصابۃ في تمییز الصحابۃ، ج۸، ص ۱۲۳۔

Ibn-e-Hajar Al-ʿAsqalānī, *Al-Iṣāba Fī Tamīīz-i-Ṣaḥāba*, Vol:8,P:123.

[9] محمد ثانی (ڈاکٹر، حافظ)، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انسانی حقوق (خطبہ حجۃ الوداع سے استشہاد)، ص ۴۰۱۔

Muhammad Sani (Dr, Hafiz), Muhsin-e-Insaniyat ﷺ or Insani Haqooq (Khutba Hujja-tul-wida sy Istishhaad), P:401.

………

[10] القرآن، فصلت: ۱۰۔

Al-Qur’an, Fusilat:10.

[11] نفس مصدر، الأعراف: ۱۰۔

Ibid, Al-Airaaf:10.

[12] نفس مصدر، القصص: ۷۷۔

Ibid, Al-Qasas:77.

[13] صدیقی، محمد یٰسین مظہر (ڈاکٹر)، نبی اکرم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، مکتبہ رحمانیہ (مجلس تحقیق اسلامی) ماڈل ٹاؤن۔ لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۴۰، ۱۳۹۔

Sadiqi, Muhammad Yaseen Mazhar (Dr), Nabi Akram ﷺ awr Khwateen ek samaji Mutalia, Maktaba Rahmania (Majlis Tehqeeq Islami) Model Town, Lahore, 2008,P: 139,140.

[14] الرازی، ابوالقاسم تمام بن محمد بن عبداللہ بن جعفر الدمشقی (المتوفی ۴۱۴ھ)، الفوائد، تحقیق حمدی عبدالمجید السلفی، مکتبۃ الرشد۔ الریاض، ط/۱ ۱۴۱۲ھ، رقم الحدیث ۱۲۵۰، ج ۲، ص ۱۰۰۔

Al-Razi, Abu-ul-Qasim Tamam bin Muhammad bin Abdullah bin Jafar Al-damishqi(414H), Al-Fawaid, Tehqeeq: Hamdi Abdulmajeed Alsalfi, Mataba Al-Rushd , Al-Riyad, Ed:1,1412 H, Hadith No:1250,Vol: 2, P:100.

[15] طبری، ابی جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری (اردو ترجمہ تاریخ الامم والملوک)، مترجم محمد اصغر مغل (مولانا)، اعجاز احمد صمدانی (مولانا)، ج ۱ (تاریخ قبل از اسلام)، ص ۱۱۱۔

Al-Ṭabarī ,Abū Jʿafar Muḥammad Bin Jarīr Bin Kathīr Bin Ghālib, *Ṭārīkh-Ur-Rusuli Wal Malūk (Tarīkh Al-Ṭabarī)*, 2nd ed. (Beīrūt Lebanon: Dār-u-Tūrāth, 1387). P. 111.

[16] ابن سعد، الطبقات الکبری، رقم الترجمہ ۴۱۳۲، ج ۸، ص ۸۶۔ ابن حجر عسقلانی، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ، رقم الترجمہ ۱۱۲۲۷، ج ۸، ص ۱۵۴۔

Ibn Saad, Al-Tabaqat Alkubra, Raqmul Tarjuma:4132, Vol:8, P:86./ Ibn-e-Al-hajar Al-asqalani, *Al-Iṣāba Fī Tamīīz-i-Ṣaḥāba*, Raqmul Tarjuma: 11227, Vol:8,P:154.

[17] مسلم، أبوالحسن مسلم بن الحجاج بن مسلم (المتوفی ۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، تحقیق محمد فؤاد عبدالباقی، داراحیاء التراث العربی۔ بیروت، فصل النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الأَقْرَبِينَ وَالزَّوْجِ وَالأَوْلَادِ وَالْوَالِدَيْنِ، رقم الحدیث ۲۳۶۵، ج ۳، ص ۸۰۔

Muslim,Abul Hasan Muslim Bin Hajjāj Al-Qashīrī Neshāpurī *(261H)*, *Ṣaḥīḥ Muslim*, ed. Fawwād ʿAbdul Bāqī, (Dar Ahya-ul-Turas Al-arbi-Berut, 2002).Fasal:النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الأَقْرَبِينَ وَالزَّوْجِ وَالأَوْلَادِ وَالْوَالِدَيْنِ، Hadith No. 2167,Vol.3, P. 80.

[18] ابن الاثیر، أبوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد (المتوفی ۶۳۰ھ)، أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، تحقیق علی محمد معوض، عادل احمد عبدالموجود، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۴ء، باب خدیجۃ بنت خویلد، رقم الترجمہ ۶۸۷۴، ج ۷، ص ۸۰۔

Ibn-ul-Aseer, Abu Al-hasan Ali bin Abi Alkaram Muhammad bin Muhammad(630H), Usd-ul-Gaba fee Marfat-I-Sahaba, Tehqeeq: Ali Muhammad Maooz, Adil Ahmad Abd-ul-mojod, Dar Al-kutub Al-ilmia,1415H-1994, Raqmul Tarjuma:6874, Vol:7, P:80.

[19] نفس مصدر، رقم الترجمہ ۷۲۲۹، ج۷، ص۲۳۸۔

Ibid, Raqmul Tarjuma:7229, Vol:7, P:238.

[20] ابن حجر عسقلانی، أبوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد (المتوفی ۸۵۲ھ)، الإصابة في تمييز الصحابة، تحقیق عادل أحمد عبدالموجود، رقم الترجمہ ۱۰۹۳۸، ج۸، ص۵۱۔

Ibn-e-Ḥajar Abul Fazl Aḥmad Bin ʿAlī Bin Muḥammad Al-ʿAsqalānī, *Al-Iṣāba Fī Tamīīz-i-Ṣaḥāba*, ed. ʿAadil Aḥmad ʿAbdul Mojood and ʿAlī Muḥammad Muʿawwiẓ, Raqmul Tarjuma:10938,Vol:8,P:51.

[21] مسلم، أبوالحسن مسلم بن الحجاج بن مسلم (المتوفی ۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، باب جَوَازِ خُرُوجِ الْمُعْتَدَّةِ الْبَائِنِ، وَالْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فِي النَّهَارِ لِحَاجَتِهَا، رقم الحدیث ۱۴۸۳، ج۲، ص۱۱۲۱۔

Muslim,Abul Hasan Muslim Bin Hajjāj Al-Qashīrī Neshāpurī *(261H)*, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Bab:باب جَوَازِ خُرُوجِ الْمُعْتَدَّةِ الْبَائِنِ، وَالْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فِي النَّهَارِ لِحَاجَتِهَا, Hadith No:1483, Vol:2,P:1121.

[22] ابن سعد، أبوعبدالله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادي (المتوفی ۲۳۰ھ)، الطبقات الکبری، تحقیق محمد عبدالقادر عطا، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، ط/ ۱۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۰م، رقم الترجمہ ۴۲۵۸، ج۸، ص۲۳۳۔

Ibn Saad, Abu Abdullah Muhammad bin saad bin muni Alhashmi(230H), Al-Tabqaat Alkubra, Tehqeeq: Muhammad Abdul Qadir ata, Dar Alkutub Alilmia-Beroot, 1141Hijri-1990,Hadith No:4258,Vol:8,P:233.

[23] ابن حجر عسقلانی، أبوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد (المتوفی ۸۵۲ھ)، الإصابة في تمييز الصحابة، تحقیق عادل أحمد عبدالموجود، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، ط/۱ ۱۴۱۵، باب الحولاء، رقم الترجمہ ۱۱۰۷۳، ج۸، ص۹۴۔

Ibn-e-Ḥajar Abul Fazl Aḥmad Bin ʿAlī Bin Muḥammad Al-ʿAsqalānī, *Al-Iṣāba Fī Tamīīz-i-Ṣaḥāba*, ed. ʿAadil Aḥmad ʿAbdul Mojood and ʿAlī Muḥammad Muʿawwiẓ, Raqmul Tarjuma:11073,Vol:8,P:94.

[24] ابن الأثیر، أسد الغابة في معرفة الصحابة، باب رفيدة الانصارية، رقم الترجمہ ۶۹۲۵، ج۷، ص۱۱۱۔

Ibn-ul-Aseer, Abu Al-hasan Ali bin Abi Alkaram Muhammad bin Muhammad(630H), Usd-ul-Gaba fee Marfat-I-Sahaba, Raqmul Tarjuma: 6925, Vol:7,P:111.

[25] ابن سعد، الطبقات الکبری، ج۸، ص۲۹۲۔

Ibn Saad, Al-Tabqat Al-Kubra, Vol:8,P:292.

[26] نفس مصدر، ج۸، ص۲۲۶۔

Ibid, Vol:8,P:226.

[27] ابن قتیبہ، أبو محمد عبدالله بن مسلم الدینوری (المتوفی ۲۷۶ھ)، عیون الأخبار، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، ۱۴۱۸ھ، باب من کتاب الی بعض السلاطین، ج۱، ص۱۱۔

Ibn Qutaiba,Abu Muhammad Abdullah bin Muslim Al-denori(276H), Uyoun Akhbar Al-Ridha,Dar Al-kutub Al-ilmia-Berut,1418H,Bab: Man Kitab Ila Bad Al-salateen,Vol:1,P:11.

………

---

[28] المزی، أبوالحجاج، یوسف بن عبدالرحمٰن بن یوسف (المتوفی ۷۴۲ھ)، تهذیب الکمال فی أسماء الرجال، تحقیق بشار عواد معروف، مؤسسۃ الرسالۃ۔ بیروت، ط/۱ ۱۴۰۰ھ۔۱۹۸۰ء، رقم الترجمہ ۷۸۶۹، باب الشین، ج ۳۵، ص ۲۰۷۔

Al-Mizi, Abu Al-Hajaj, Yousuf bin Abdur Rahman bin Yousuf(742H), Tahzeeb-ul-kamaal fee Asma-ur-Rijaal, Tehqeeq: Bishar Awaad Maroof, Mosassa-tur-Risala-Berut,Ed:1,1400H-1980,Raqmul Tarjuma:7869,Bab Al-Sheen,Vol:35,P:207.

[29] طبری، أبوجعفر محمد بن جریر (المتوفی ۳۱۰ھ)، تاریخ الأمم والملوک، ج ۲، ص ۶۰۱۔

Ṭabarī ,Abū Jʿafar Muḥammad Bin Jarīr, *Ṭārīkh-Ur-Rusuli Wal Malūk (Tarīkh Al-Ṭabarī)*,Vol:2,P:601.